

اقدار کا کھیل

ایکیشن کمیشن کا حالیہ فیصلہ پاکستان کی سیاسی اور قانونی تاریخ میں کس طرح دیکھا جائے گا اس کا تقریباً سب کو علم ہے۔ میں بارہا لکھ چکا ہوں کہ عمران خان ہرگز ہرگز ایک مثالی حکومت نہیں کر سکا۔ بطور وزیر اعظم اس کے اکثر فیصلے حد درجہ عاقبت نا اندازشانہ اور وقتی نوعیت کے تھے۔ اپنے پرنسپل سیکریٹری کے چنان سے لے کر وزیر اعلیٰ پنجاب کے انتخاب تک کے فیصلے اتنے غیر منطقی اور مبہم تھے کہ کوئی عام فہم سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والا سیاستدان بھی شاید یہ سب کچھ نہ کر سکتا۔ عثمان بزدار پنجاب نہیں چلا سکتا تھا اور ایسا ہی ہوا، اس کے ساتھ ساتھ خان صاحب کی طبیعت میں ہر دم تغیر بھی سب پر واضح تھا۔ خبر پختونخوا کے موجودہ وزیر اعلیٰ کی کارکردگی کے متعلق بھی سمجھیدہ سوالات موجود ہیں لیکن خان صاحب نے ان پر اعتماد کیا۔ اسی لیے ایک سال پہلے یقین تھا کہ اگر خان صاحب نے بطور وزیر اعظم پانچ سال پورے کر لیے تو شاید آئندہ ہونے والے چنان میں تحریک انصاف کا نکٹ لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ شاید آپ کو یقین نہ آئے کہ اقتدار سے ہٹائے جانے سے پہلے عمران خان سیاسی طور پر حد درجہ پستی کی طرف روای دواں تھا۔ مگر چھ ماہ پہلے جس طرح انھیں اقتدار سے ہٹایا گیا اس کے بعد عمران خان نے پاکستانی سیاست کو بدل دیا۔ اس کے گناہ دھل گئے۔ اس کی بے اعتدالیاں بلکہ کافی حد تک احتمانہ پالیسیاں یکدم فراموش ہو گئیں اور عوام کی اکثریت سابقہ وزیر اعظم کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

اقتدار سے محروم ہونے کے بعد عمران خان نے حیرت انگیز سیاسی پالیسی بنائی۔ یہ تھی عوام کو جلسوں کے ذریعے پیغام پہنچانا۔ لوگوں کی کثیر تعداد اس کے جلسوں میں آنے لگی۔ ایسا پاکستان میں شاید پہلے نہیں ہوا تھا، یہ وہ عنصر تھا جو مہربانوں نے تصور کیا تھا۔ عوامی ذہن کو پہلی بار یہ سننے کو ملا کہ حکومتیں کس طرح لائی جاتی ہیں اور کس طرح انھیں ذلت کے گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

خان نے پہلی بار عالم لوگوں کو یہ نکتہ ذہن نشین کروادیا کہ ووٹ کی اہمیت حد درجہ کم ہے اور غیر سیاسی قوتیں اور بین الاقوامی طاقتیں ایک منصوبہ کے تحت کمزور ملکوں میں حکومتوں کو تبدیل کرتی ہیں۔ یہ شعور آج سے چھ سال میں پہلے اس شدت سے موجود نہیں تھا۔ آج آپ کسی ٹانگے والے سے پوچھیں کسی پھل فروش سے مکالمہ کریں کسی ریٹھی والے کے ساتھ گفتگو فرمائیے۔ آپ کو وہ وضاحت سے بتائے گا کہ ہمارے ملک میں حکومتیں کوں تبدیل کرتا ہے اور اقتدار کا یہ کھیل کیسے کھیلا جاتا ہے۔ عوامی سطح پر اس درجہ پختہ سیاسی شعور دینا خان کی اس رابطہ کم کے ذریعے برپا ہوا جو اس نے چھ ماہ سے مسلسل جاری رکھی ہوئی ہے۔ ہمارا کوئی بھی سیاسی پنڈت اس بیداری کے عصر کو وقت پر بھانپ نہیں سکا، پی ڈی ایم کی تجربہ کا لیکن آزمائی ہوئی سیاسی پارٹیوں کی قیادت بھی حیران اور پریشان ہے۔ اس معاملے میں میری بات پی ایم ایلن کے اکابرین سے بھی مغلوقوں میں بھی ہوئی۔ انہوں نے ذاتی طور پر تسلیم کیا کہ خان کو نکالنے کے بعد اس کے جلسوں کا توڑا نہیں ہے۔ بلکہ ایک اہم ترین لیگی سیاست دان نے تو بر ملا کہا کہ وہ عمران خان کے جلسوں میں کارکردگی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ غور فرمائیے۔ وہی خان جو سات آٹھ ماہ پہلے حقیقت میں سیاسی ضعف کا شکار تھا۔ یکدم تو انہوں کو مرور ترین سیاسی قوت بن گیا۔ یہ سب کچھ ہم سب کی آنکھوں کے سامنے وقوع پذیر ہوا ہے۔

مہربانوں نے جن لوگوں کو حکومت دلوائی، ان کے پاس بھی کوئی جامع منصوبہ بندی نہیں تھی۔ لہذا انہوں نے اقتدار سنبھالتے ہی نیب کے قوانین میں آئینی تبدیلی بیرون ملک پاکستانیوں کو حق رائے دہی سے محروم کرنا اور ایکیشن میں اے وی ایم مشینوں کو استعمال نہ کروانا جیسے اقدامات کرنے شروع کیے مگر یہ ایک چیز پھر بھول گئے۔ وہ تھا عوام میں ان کے خلاف غم و غصہ جو کہ لاوے کی طرح پک رہا تھا۔

خان عوام کے ذہن میں یہ بات بھانے میں کامیاب ہو گیا کہ پی ڈی ایم کی حکومت ذاتی ایجنسی کے پرکام کر رہی ہے اور اپنے مقدمات ختم کرنا اس کی ترجیح ہے چنانچہ پنجاب میں صوبائی اسمبلی کے ضمنی انتخابات میں تحریک انصاف اکثریت میں نشستیں جیت گئی اور پنجاب میں دوبارہ حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئی۔ میری مسلم لیگ ن کے کئی اکابرین سے بات ہوئی انھیں سمجھنے کیا تھا کہ اس سیاسی شکست کو کیسے ہضم کریں۔ بڑے دوچار ہفتہ پہلے خالی نشستوں پر دوبارہ ایکیشن ہوئے۔ اس کے نتائج حد درجہ غیر متوقع تھے۔ پوری کوشش کے باوجود پی ڈی ایم سیاسی بساط پر ڈھیر ہو گئی۔ خان پھر اکثریت میں نشستیں لینے میں کامیاب ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ یہاں سے کھیل کے تمام اصول تبدیل ہوئے ہیں۔ فیصلہ سازوں کو کوشش کرتی ہیں پاکستان میں ذوالقدر عالی بھٹو کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا پھر بے نظیر بھٹو کے ساتھ کیا سلوک ہوانا ز شریف کے ساتھ کیا ہوا اور اب عمران خان کی باری ہے۔ پہلے مرحلے میں عمران خان ایکیشن کمیشن سے نااہل ہوئے ہیں یہ فیصلہ اب عدالت میں جائے گا، وہاں اس کے قانونی پہلو سامنے آئیں گے لیکن اس فیصلے کو عوامی تائید حاصل نہیں ہے۔

قانونی ماہرین نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ فیصلہ اعلیٰ عدالتوں میں فی الفور ختم ہو جائے گا۔ مگر طالب علم کے طور پر مجھے ان قانونی ماہرین کی رائے پر یقین نہیں کیونکہ پاپولر میڈر کے خلاف فیصلے بلا وجہ نہیں آتے، اس کی مثالیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ نواز شریف کے خلاف عدالتی فیصلہ سب کے سامنے ہے لہذا اس بات کا قوی امکان ہے کہ ایکیشن کمیشن کے فیصلوں کو آخری منزل تک سرخود کرانے کی سر توڑ کوشش کی جائے گی۔

بہر حال ہمارے ملک میں نہ سیاست کسی اصول پر چلتی ہے اور نہ ہی ریاست نے بلند و بالا اصولی موقف اپنائے ہوئے ہیں۔ یہ مفادات کی جگہ جس کا حصول صرف اور صرف ناجائز دولت ہے۔ ویسے دیکھا جائے تو خان صاحب بھی مہربانوں کے طفیل منڈشاہی پر برآ جمان ہوئے تھے۔ وہ بھی سیاست میں کسی اخلاقی بلند اصول کی نگہبانی نہیں کر سکے اور نہ کر رہے ہیں۔ مگر ایک اہم ترین نکتہ وہ غصہ ہے جو موجودہ حکمرانوں کے خلاف عوام کے ذہنوں میں برپا ہے۔ حد درجہ غیر مقبول سیاسی فیصلے پی ڈی ایم کے لیے لوہے کے چنے ثابت ہوئے ہیں۔ عوام ہوش رہا مہنگائی کو موجودہ مرکزی حکومت کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ جب کسی بھی متوسط یا سفید پوش گھر میں بھل کا بل پہنچتا ہے تو پی ڈی ایم کے نتیجے کا نتیجہ ہے۔ یعنی جو شخص بھی موجودہ نہیں کہے جاتے۔ ویسے تجویہ تو یہ ہے کہ خان صاحب کی مقبولیت دراصل موجودہ حکمرانوں کی غیر مقبولیت کا نتیجہ ہے۔ بھی موجودہ حالات سے پسا ہوا ہے وہ خان صاحب کا جماں تی بنتا جا رہا ہے۔ اس عمل کو کسی طور پر روکا نہیں جاسکتا۔ مہربانوں اور قدردانوں کے لیے ایکیشن ایک بھی نک خواب بن چکا ہے۔ جس سے پی ڈی ایم ہر صورت فرار حاصل کرنا چاہتی ہے۔

نواز شریف کی واپسی سے شترے مہارہنگائی بھلی کی آسمانی قیمتیوں پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آنے والے وقت میں صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ اگر وہ یہ انہیں قدم نہیں اٹھاتا تو تاریخ کے کوڑے داں میں جانے کا امکان ہے اور اگر وہ واقعی دوچار لاکھ لوگ اسلام آباد لے آتا ہے تو بازی پلٹ سکتی ہے۔ اگر یہ کھیل عوامی طاقت سے الٹ گیا تو ہماری سیاسی تاریخ کا پہلا عوامی فیصلہ ہو گا۔ اگلے چند ہفتوں میں کیا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق قیاس کرنا آسان تو ہے مگر کافی پیچیدہ بھی ہے۔ اقتدار کا کھیل ہے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ کچھ بھی؟